Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۹م

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

یوم بدھ

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۱۸ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۰ وفا ۱۳۵۳ہش ۔ ۱۰ جولائی ۱۹۷۴ء	نمبر ۱۵۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع منظر ہے کہ :- فلو کی تکلیف ابھی چل رہی ہے احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ضروری اطلاع احباب مطلع رہیں کہ علالت کے باعث حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقاتیں کلی طور پر بند ہیں۔

دعا کے ہتھیار سے مسلح ہو جاؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"سچا تقویٰ حاصل کرنے کے لئے بھی دعا ہی ایک عمدہ راہ ہے۔ پھر قرآن کریم کا مطالعہ۔ اس میں متقیوں کے صفات اور راستبازوں کے صفات موجود ہیں اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے، فہم و فراست بخشے۔ یاد رکھو کہ پاک اخلاق ایک نعمت ہے اس سے انسان کا اپنا دل خوش رہتا ہے۔ بی بی نیک ملے تو سارے گھر میں خوشی رہتی ہے اولاد نیک ہو تو پیچھے بھی آرام رہتا ہے۔ یہ سب دعا سے ملتا ہے۔ قوم میں اخلاص و محبت سے پیش آؤ۔ حسنِ ظن سے کام لو۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بنو۔ دعا کرو کہ خدا راستبازوں کے ساتھ زندہ رکھے۔ انہی کے ساتھ ہمارا حشر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو اپنا انعام کیا (مسیح موعود) اس کی اتباع فرمانبرداری اس کی موجودگی نعمت سمجھو بہت سی مخلوق آئے گی جو پچھتائے گی کہ ہم کیوں اس کے زمانے میں اس کے فرمانبردار نہ ہوئے۔ اخلاص و محبت سے زندگی بسر کرو اور دعا کرتے رہو۔ یہ دعا کا ہتھیار دنیا کی تمام قوموں سے چھین لیا گیا ہے۔ یہ ہتھیار تمہارے قبضے میں ہے اس سے مسلح ہو جاؤ۔ دوسرے سب اس سے محروم ہیں۔ دنیا چند روزہ جگہ ہے ہمیشہ ساتھ نہیں رہے گی۔ دنیا کی صحت، دنیا کی محبت، دنیا کی عزت، اس کے دشمن اور دوست سب یہیں رہ جائیں گے صرف اللہ کی رضامندی اور عملِ صالح تمہارے ساتھ جائیں گے۔"

(بدر جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبارک ہے وہ قوم جو محمد رسول اللہ کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہے

اور مبارک ہے وہ دل جو آپؐ تک پہنچ گیا اور آپؐ سے مل گیا اور پھر آپؐ کی محبت میں فنا ہو گیا

(۱) (ترجمہ از عربی) "تمہیں اس نبی محمد مصطفےٰ سید الاصفیاء، فخر الانبیاء، خاتم الرسل اور امام الوریٰ کی شان کا علم نہیں۔ آپؐ کا احسان ہر اس چیز پر ثابت ہے جو دو پاؤں پر چلی اور آپؐ کی وحی نے فوت شدہ رموز و معانی اور بلند نکات کو پا لیا ہے اور آپؐ کے دین نے مُردہ معارفِ حقّہ اور ہدایت کی سُنّتوں کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ اے اللہ تو آپؐ پر زمین میں موجود قطرات، ذرّات، زندوں اور مُردوں کی تعداد کے برابر اور ہر اس چیز کی تعداد کے برابر کہ جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کی تعداد کے برابر کہ جو ظاہر ہے اور مخفی ہے درود اور سلام بھیج اور تو آپؐ کو ہماری طرف سے ایسا سلام پہنچا جو آسمان کی اطراف کو بھر دے مبارک ہے وہ قوم جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہے اور مبارک ہے وہ دل جو آپؐ تک پہنچ گیا اور آپؐ سے مل گیا اور پھر آپؐ کی محبت میں فنا ہو گیا" (ترجمہ:- از آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)

(۲) "مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسولِ کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے۔"

(شہادت القرآن (اشتہار التوائے جلسہ، صفحہ ۴)

(۳) "اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ (اس جماعت سے) کاٹ ڈالا جائیگا اور خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ ہو گا۔"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

پبلشر:- مسعود احمد ۞ پرنٹر:- سید عبدالحی ۞ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۞ مقامِ اشاعت:- دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۰ ماہ وفا ۱۳۵۳ ہش

الٰہی جماعتوں کا واحد ہتھیار

جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد اور اس کی علّتِ غائی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے رُوئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے دل جیت کر انہیں محبّتِ الٰہی اور محبّتِ رسولؐ کے وصف سے متصف کرنا اور اِس طرح اسلام کو ساری دنیا میں عملاً غالب کر دکھانا ہے۔ یہ اتنا عظیم اور اتنا کٹھن اور مشکل کام ہے کہ بظاہر اسے انجام دینا ہماری طاقت سے بالا معلوم ہوتا ہے۔

یہ کام اپنی بے اندازہ وسعت اور پھیلاؤ کے لحاظ سے عظیم تو ہے ہی کیونکہ اربوں انسانوں کے دِل بدلنا کوئی چھوٹا یا معمولی کام نہیں ہے۔ یہ کٹھن اور مشکل اس لئے بھی ہے کہ اِس کام کی انجام دہی میں ساری دنیا کی طرف سے مخالفت کا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ ظاہری لحاظ سے پوری دُنیا کے مقابلے میں جماعتِ احمدیہ کی حیثیت ہی کیا ہے۔ لیکن ازمنہ گزشتہ کی جملہ الٰہی جماعتوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے غریب و نادار اور بے کس و بے بضاعت افراد کو ایک انتہائی کارگر ہتھیار دیا ہے جسے استعمال کرکے وہ پوری دُنیا کی مخالفت کو بے اثر بنانے اور اربوں انسانوں کے دِل جیتنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ فی الوقت ہم الٰہی جماعتوں کے اِس واحد ہتھیار، اِس کی بے اندازہ افادیت اور اس کی انقلاب انگیز کارکردگی پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

الٰہی جماعتوں کا وہ واحد ہتھیار جس سے اللہ تعالیٰ انہیں خود مسلّح کرتا ہے **دُعا** ہے۔ بجز دُعا کے ان کے پاس اَور کوئی ہتھیار نہیں ہوتا اور نہ کسی اَور ہتھیار کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی کامیابی کا سب مدار صرف اِس ایک ہتھیار یعنی دعا پر ہی ہوتا ہے چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ہتھیار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہمارا تو سارا دار و مدار ہی دُعا پر ہے۔ دُعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دُعا کا منتظر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے۔ دُعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۵۱)

انسان کوئی کام بھی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا پوری کامیابی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شاملِ حال نہ ہو۔ انسان کی کامیابی کا دار و مدار اِس امر پر ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے قابل بن جائے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو کامیابی کی راہیں از خود کھلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتا ہے۔ اسی لئے ایک مومن کی کامیابی کا تمام دار و مدار دعا پر ہی ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہم اور عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دُعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۱۲)

اندریں صورت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُنیا بھر کے تمام انسانوں کے دل جیتنے اور اِس راہ میں پیدا ہونے والی مشکلات اور رُکاوٹوں سے نجات حاصل کرنے کے انتہائی اہم اور عظیم الشان کام کو انجام دینے کے لئے ہمارا دعا کے انتہائی کارگر ہتھیار کو استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنا اور کرتے چلے جانا ناگزیر ہے۔ محض اپنی کوشش اور اپنے وسائل (جو نہ ہونے کے برابر ہیں) کے ذریعہ اِس انتہائی مشکل اور عظیم کام کو ہم انجام دے ہی نہیں سکتے۔ اسے انجام دینے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کر کرکے اس کے فضل کو جذب کریں اور کرتے چلے جائیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈال کر ان کے نہایت عظیم الشان نتائج رُونما کرتا چلا جائیگا اور اِس راہ میں پیش آنے والے مصائب و خطرات اور ابتلاؤں کو وہ خود ہی دُور کرتا چلا جائے گا اور اِس طرح ہم شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کو اپنی جماعت کا انتہائی کارگر ہتھیار قرار دینے اور اس کی بے اندازہ اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دُعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اَور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کرکے دکھلا دیتا ہے۔ . . . . خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں اس واسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے۔ . . . . . ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اَور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۸)

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات سے غلبۂ اسلام کے ضمن میں انتہائی کارگر ہتھیار کے طور پر دعا کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ یہی وہ ہتھیار ہے جس سے غلبۂ اسلام کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، مہیب خطرات اور قسم ہا قسم کی آفات کی شکل میں ظاہر ہونیوالے ابتلاؤں کا دُور ہونا موقوف ہے اور یہی وہ ہتھیار ہے جس سے کام لے کر ہم اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے انتہائی مشکل اور عظیم الشان کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو ہماری سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم دُعاؤں سے کبھی اور کسی حال میں بھی غافل نہ ہوں۔ دن اور رات، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر حالت میں ہمارا آستانۂ الوہیت پر جھکے رہنا اور نہایت درد و الحاح سے غلبۂ اسلام کے لئے دُعائیں کرنا ازبس ضروری ہے۔ اِس کے سوا ہمارے لئے کامیابی کی اَور کوئی راہ نہیں ہے۔

بالخصوص موجودہ ایام میں جبکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی رنگ میں بھی درد و الحاح سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں، ہر احمدی کا خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، بچہ ہو یا بوڑھا، عورت ہو یا مرد فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اِس قدر دُعائیں کرے کہ مجسم دُعا بن جائے تا ہمارا قادر و عزیز مجیب خدا ہماری ان درد بھری دُعاؤں کو شرفِ قبول سے نوازے اور اپنے غیر معمولی فضل اور اپنی تائید و نصرت کو اِس طور پر ہمارے شاملِ حال فرمائے کہ سب مشکلات و مصائب دُور ہو کر اسلام کی ترقی اور غلبہ کے آثار نمایاں سے نمایاں تر ہوتے چلے جائیں یہاں تک کہ یہ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قومی اصلاح کا عظیم گُر نیکی کی تشہیر اور بدی کا اخفاء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمر رضی اللہ عنہ سورۃ نور کی بیسویں آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے علم النفس کا ایک ایسا نکتہ بیان کیا ہے جو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے کیونکہ علم النفس کی تحقیق پہلے زمانہ میں نہیں ہوتی تھی۔ یہ تحقیق انیسویں صدی میں شروع ہوئی اور اب بیسویں صدی میں اس نے ایک علم کی صورت اختیار کی ہے وہ مسئلہ جو قرآن کریم نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ بُری باتوں کا مجالس میں تذکرہ نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ وہی بد افعال لوگوں میں کثرت کے ساتھ پھیل جائیں گی۔ بے شک دنیا میں لوگ کثرت سے ڈاکہ اور چوری وغیرہ بُرے افعال سے نفرت کرتے ہیں لیکن باوجود اسکے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کا ذکر لوگوں میں کثرت سے ہونے لگے تو تھوڑے ہی دنوں میں تم دیکھو گے کہ ڈاکہ کی وارداتیں زیادہ ہونے لگی ہیں ......

غرض جب اشاعت فحش اور بدی کا ذکر عام طور پر لوگوں کی زبان پر ہو تو وہ بدی قوم میں پھیل جاتی ہے اسی لئے ہماری شریعت نے عیوب کا عام تذکرہ ممنوع قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو اولی الامر ہیں اُن تک بات پہنچا دو اور خود خاموش رہو اگر ایسا نہ کیا جائے اور ہر شخص کو یہ اجازت ہو کہ وہ دوسرے کا جو عیب بھی سُنے اسے بیان کرتا پھرے تو اس کے نتیجہ میں قلوب میں سے بدی کا احساس مٹ جاتا ہے اور بُرائی پر دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اسلام نے بدی کی اس جڑ کو مٹایا اور حکم دیا کہ تمہیں جب کوئی بُرائی معلوم ہو تو اولی الامر کے پاس معاملہ پہنچاؤ جو سزا دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں اور تربیت نفوس اور اصلاح قلوب کے لئے اور تدابیر اختیار کر سکتے ہیں۔ اس طرح بدی کی تشہیر نہیں ہوگی۔ قوم کا کیریکٹر محفوظ رہے گا اور لوگوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی پس یاد رکھو کہ نیکی کی تشہیر اور بدی کا اخفاء یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ قومیں اس سے بنتی اور قومیں اس کی خلاف ورزی سے بگڑتی ہیں۔ جتنا تم اس بات کا زیادہ ذکر کرو گے کہ فلاں اتنی قربانی کرتا ہے۔ فلاں اس طرح نمازیں پڑھتا ہے۔ فلاں اس اہتمام سے روزے رکھتا ہے۔ اتنا ہی لوگوں کے دلوں میں دین کے لئے قربانی کرنے اور نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کی خواہش پیدا ہوگی اور جتنی تم رسیات کو شہرت دو گے کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ خیانت کرتے ہیں وہ چوری کرتے ہیں۔ وہ ظلم کرتے ہیں اتنا ہی لوگوں کے دلوں میں اُن بدیوں کی طرف رغبت پیدا ہوگی۔ اسی لئے قرآن کریم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جب تم کسی کی نیکی دیکھو تو اسے خوب پھیلاؤ اور جب کسی کی بدی دیکھو اس پر پردہ ڈالو۔ ایک بلّی بھی جب پاخانہ کرتی ہے تو اس پر مٹی ڈال دیتی ہے۔ پھر انسان کے لئے کس قدر ضروری ہے کہ وہ بدی کی تشہیر نہ کرے بلکہ اس پر پردہ ڈالے اور اس کے ذکر سے اپنے آپ کو روکے اگر اس ذکر سے اپنے آپ کو نہیں روکا جائے گا تو متعدی امراض کی طرح وہ بدی قوم کے دوسرے افراد میں بھی سرایت کر جائے گی اور خود اس کا خاندان تو لازماً اس میں مبتلا ہو جائے گا۔ کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو چیز کثرت سے اس کے سامنے آئے وہ اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے اور جس بات کے متعلق یہ عام چرچا ہو کہ لوگ کثرت سے کرتے ہیں اور بالکل معمولی سمجھی جاتی ہے اس اصول کے ماتحت جو بات لوگوں میں عام طور پر پھیلائی جائے اس کا لوگوں پر یہ اثر پڑتا ہے کہ معمولی بات ہے اور جب اس قسم کے الزام کثرت سے لگائے جائیں اور لوگ ان کے پھیلانے میں کسی کی عزت کی پرواہ نہ کریں تو لازماً وہ ان باتوں کو معمولی سمجھنے لگے اور جب معمولی سمجھیں گے تو ان کا ارتکاب بھی ان کے لئے معمولی بات ہوگی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے اور اس قسم کی افواہوں کو نہیں روکو گے تو تمہاری قوم ان کو معمولی سمجھنے لگے گی اور جب معمولی سمجھے گی تو اس کا ارتکاب بھی کثرت سے کرے گی۔ اسلئے ایسی باتوں کو پھیلنے نہ دو اس نکتہ کی طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے کہ

مَنْ قَالَ ھَلَکَ الْقَوْمُ فَھُوَ اَھْلَکَھُمْ۔

یعنی جس شخص نے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ہماری قوم تباہ ہو گئی وہ اپنی قوم کو تباہ کرنے والا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ کسی شخص کے یہ کہنے سے کہ قوم ہلاک ہو گئی ساری کی ساری قوم کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے اور چونکہ یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی اسلئے وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اَھْلَکَھُمْ کا لفظ نہیں بلکہ اَھْلَکُھُمْ کا لفظ ہے یعنی وہ شخص سب سے زیادہ ہلاک ہونیوالا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے قومی نفسیات کو سمجھا ہی نہیں یہ کہہ دینا کہ جو شخص کہتا ہے کہ قوم ہلاک ہو گئی وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے اوّل تو بعض معنوں میں درست ہی نہیں اور پھر یہ صحیح بھی نہیں کہ ان الفاظ کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا بن جاتا ہے۔ درحقیقت ان لوگوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ جب کسی قوم میں مایوسی پیدا کر دی جائے تو وہ بڑے بڑے کام کرنے کے لئے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتی ہے کبھی کسی قوم کا دانا اور سمجھدار لیڈر ایسا نہیں ہو سکتا جو اس کو مایوس کر دے اور آئندہ ترقیات کے متعلق اسکے دل میں ناامیدی پیدا کر دے کیونکہ جب کسی قوم کو مایوس کر دیا جائے تو وہ تباہ ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو مسلمانوں میں جب یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن کریم کی تفاسیر جو لوگ لکھ چکے ہیں اُن سے زیادہ اب کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ تو مسلمانوں میں اسی وقت تنزل پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جب قوم سے کہہ دیا گیا کہ آئندہ لوگوں کو کوئی ذہنی ارتقاء حاصل نہیں ہو سکتا۔ آئندہ کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہو سکتا جو قرآن کریم کو پہلوں سے زیادہ سمجھ سکے تو دوسرے الفاظ میں انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہماری قوم ہلاک ہو گئی اب اس میں کوئی زندہ وجود باقی نہیں رہا اور جب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہماری قوم میں کوئی زندہ وجود باقی نہیں رہا ہماری قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو کہہ سکے کہ میں نے قرآن سے فلاں نئی بات نکالی ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے قرآن پر تدبر کرنا ترک کر دیا انہوں نے حدیثوں پر غور کرنا چھوڑ دیا اور انہوں نے کہا کہ جب نہیں کوئی نئی بات نہ قرآن سے حاصل ہو سکتی اور نہ حدیث سے مل سکتی ہے۔ تو ہمیں قرآن و حدیث پر غور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے پرانی تفسیریں ہی ہمارے لئے کافی ہیں۔ یہ ایک لازمی نتیجہ تھا اس خیال کا کہ قرآن کریم سے اب کوئی نیا نکتہ نہیں نکل سکتا بلکہ رازی اور ابن حیان اور دوسرے مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے وہی ہمارے لئے کافی ہے ....

یہ ہلاکت محض اسی وجہ سے ہوئی کہ قوم کو مایوس کر دیا گیا۔ اسے کہہ دیا گیا کہ قرآن کریم کے معارف تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی اسی طرح جب مسلمان کو کہہ دیا گیا کہ خدا تعالیٰ نہیں وہ کسی سے محبت نہیں کرتا۔ وہ کسی سے پیار نہیں کرتا وہ کسی کی التجاء اور دعا کا جواب نہیں دیتا تو لوگوں کے دلوں سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اس سے ملنے کی خواہش بھی مٹنی شروع ہو گئی آخر یہ خواہش کہ خدا مجھ سے ملے وہ میرے ساتھ باتیں کرے وہ مجھے اپنا پیارا بنا لے خدا پیدا ہو جاتی ہے اور میں اس کا ہو جاؤں انسان تبھی کرے گا جب اسے یہ خیال ہوگا کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن جب اس کا یہ خیال ہو کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تو وہ اس غرض کیلئے کوشش ہی کیوں کرے گا۔

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم محمد ایوب خان صاحب آف بارو (فجی) کا ذکرِ خیر

مکرم افتخار احمد صاحب ۔ ناندی ۔ فجی

۵ جولائی ۱۹۷۳ء کو گیارہ بجے بارو کی معروف شخصیت محمد ایوب خان صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی وفات اگرچہ اچانک ہوئی۔ ناندی ٹاؤن میں گیارہ بجے کے قریب اپنی گاڑی سے اتر کر ایک ملنے والے سے ہاتھ ملا کر باتیں کر رہے تھے کہ دھڑام سے گر پڑے پولیس کی گاڑی اتفاقاً پاس سے گزر رہی تھی جس میں ڈال کر ہسپتال لائے گئے اور ہسپتال پہنچ کر مزید انتظار اور کوششوں سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے پاس جا پہنچے تاہم ان کی بیماری کی خطرناک صورت بہت پہلے سے خطرہ بنی ہوئی تھی۔ دو دفعہ جب شدید حملہ ہوا (دل کے مریض کے لیے شدید حملہ تو موت ہی کا پیغام ہوتا ہے) لٹوکا ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ علاج کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ مگر یہ صحت عارضی ہی تھی۔ ہر گھڑی خطرہ منڈلاتا رہتا تھا۔ اور آخر کار وہ ساعت آ ہی گئی۔

مجھے بہت عرصہ تو ان کی صحبت میں رہنے کا موقعہ نہیں ملا کیونکہ میں ایک سال سے بھی کم عرصہ ہوا یہاں آیا اور ان سے پہلی ملاقات گذشتہ نومبر میں بارو کے مقام پر ہوئی۔ مگر اس عرصہ میں میں نے ان کو قریب سے دیکھنے کی کوشش کی تو انہیں احمدیت کا سچا خادم پایا۔ آپ سلسلہ کے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مبلغین اور جماعت کے عہدہ داروں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لمباسا جاتے تو کبھی نہ ہوتا کہ امیر صاحب سے ملاقات کئے بغیر واپس آجائیں۔ گذشتہ دسمبر میں عبد اللطیف صاحب مرحوم کی بیوی کے انتقال کے موقع پر جب ہم لمباسا گئے تو آپ اگرچہ دونوں مبلغین سے ملاقات کر چکے تھے پھر بھی اپنے شوق اور محبت کے جذبہ کے تحت مرکز میں حاضر ہوتے اور کچھ دیر امیر صاحب اور مولانا غلام احمد صاحب فرخ کے ساتھ رہتے سلسلہ کی باتیں کرتے رہے اور مولانا فرخ صاحب سے بارو کے دورہ کی خواہش کرتے رہے مولانا صاحب جب بھی بارو تشریف لے جاتے ایوب خان صاحب خدمت اور خاطر داری میں پیش پیش رہتے۔

ان کی خاطر داری کیا تھی۔ مقدور بھر وقت کی قربانی اور جماعت کے سست احباب کی بیداری کے پروگراموں کے ساتھ ساتھ غیر از جماعت لوگوں سے ملاقاتوں کا بندوبست کر کے اسلام اور احمدیت میں داخلہ کی ترغیب جیسے کام کرتے رہتے۔

قربانی کا تام جذبہ پایا تھا۔ جب نیکی کاموں میں کبھی غفلت نہ کی۔ مہمان نوازی کا شوق بھی رکھتے تھے۔ سردار احمد خان صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ان کے ہاں درس قرآن پاک کا پروگرام بنا۔ ہمیں بھی بارو آنے کی دعوت دی گئی۔ ناندی کے قریباً سبھی دوست بارو پہنچے۔ ہم لوگ اگرچہ محمد انور خان صاحب کے ہاں مدعو تھے۔ مگر چونکہ بارو کا معاملہ تھا۔ مرحوم نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ جماعت احمدیہ بارو کے پریذیڈنٹ تھے۔ مگر ناندی منتقل ہو جانے کے بعد گذشتہ تین ماہ سے اس عہدہ پر کام نہیں کر رہے تھے تاہم انہوں نے اپنے گذشتہ تعلق کو نہیں بھولا۔ اس روز انفرادی طور پر غیر از جماعت اور جماعت کے احباب کو شرکت کی دعوت دی۔ اور نتیجۃً تبلیغ کے لیے ایک سازگار فضا تیار کر لی۔

ان کی بڑی خواہش تھی کہ پاکستان سے آئے ہوئے احمدیوں سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ درس القرآن میں جس باقاعدگی سے آپ شریک ہوتے تھے شاید ہی کسی اور کو دیکھا گیا ہو۔ اپنی نازک بیماری اور طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ مسجد میں باقاعدگی کے معمول کو نہیں ٹوٹنے دیتے تھے۔ خطرناک بیماری سے صحت یاب ہونے پر آپ نے اپنی خواہش کے مطابق درس القرآن کا بندوبست مسجد محمود بارو میں کیا۔ مرحوم کو اس درس کا اہتمام بڑی تیاریوں کے ساتھ کیا گیا۔ غیر از جماعت احباب کو بھی دعوت دی اور کھانے کا بندوبست بھی کیا۔ ناندی اور لٹوکا کے بھی احباب کو مدعو کیا۔ معلوم نہیں تھا کہ یہ ان کی زندگی کی آخری اجتماعی تقریب تھی جس میں انہیں مہمان نوازی کا موقعہ مل رہا تھا۔

مرحوم معمولی معمولی باتوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ ایک رات جب یوم خلافت کا جلسہ ختم ہوا۔ خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ مسجد سے اندھیرے میں پیدل ہی گھر کو چل پڑے آپ نے فرمایا کہ جائیں کھانے کی دعوت ختم ہونے پر چھوڑ آئیں گے مگر ہم شکریہ ادا کر کے چل پڑے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیچھے سے ایک گاڑی آ کر رکی جس میں مرحوم موجود تھے۔ آپ نے ہمیں گاڑی میں بٹھایا اور گھر تک چھوڑ گئے راستے میں بارو کے درس کے بارے میں شریک ہونے کی باتیں کرتے رہے۔ ہم نے مشکلات کا ذکر کیا تو کہنے لگے کوشش تو کیجئے گا۔ نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یوم خلافت کے کامیاب جلسہ کا ذکر بھی کرتے رہے۔ کیونکہ غیر مبائعین کے لئے ایسے اجلاس کی اہمیت ان سے بہتر کون جانتا تھا۔

ہنس مکھ چہرہ پایا تھا۔ جب بھی ملتے بہت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ حتی الامکان ہمدردی کرتے اور ہاتھ بٹانے کی کوشش کرتے۔ تدفین جمعہ کے روز ہوئی۔ جنازہ اٹھا تو ہلکے سے چھینٹے پڑنے لگے۔ شاید ابرِ رحمت معنوی طور پر برس رہا تھا۔ نماز جنازہ محترم مولانا محمد صدیق صاحب امیر فجی نے پڑھائی۔ بڑی تعداد میں احباب جماعت، غیر مبائعین، غیر از جماعت دوستوں، دیگر مذاہب ہندو، سکھ، عیسائی، سبھی قومیتوں کے لوگ، ناندی، صوا، لٹوکا اور ملک کے دوسرے حصوں سے جنازہ میں شریک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ مرنے والے کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے مرحوم کی وفات فجی میں گذشتہ چار ماہ کے اندر تیسرا بڑا صدمہ تھا کیونکہ حاجی عبد اللطیف صاحب مرحوم، سردار احمد خان صاحب مرحوم اور پھر محمد ایوب خان صاحب مرحوم جماعت کے زندہ نشانوں میں سے تھے۔

اشاعتِ اسلام کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تم خدا تعالیٰ کی برکت حاصل کرو تو آؤ دین کے کام میں لگ جاؤ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کرو اور یہ مت خیال کرو کہ اگر تم دین کے لئے اپنا مال خرچ کرو گے۔ دین کیلئے اپنی جانیں قربان کرو گے۔ اور دین کے لئے اپنا وقت دو گے تو تمہیں اس سے نقصان ہو گا بلکہ یاد رکھو کہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ جب اس طرح مال خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں دنیا کا بادشاہ بنا دیگا۔ دولت تمہارے قدموں میں آ گرے گی اور یہ چھوٹی چھوٹی قربانیاں تمہیں بالکل حقیر اور ذلیل نظر آنے لگیں گی"۔

(الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء)

وکیل الدیوان تحریک جدید ۔ ربوہ ۔

وقفِ عارضی بلا شرط ہونا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک وقف عارضی غیر مشروط ہے۔ کسی واقف کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ جگہ مقرر کرے کہ مجھے فلاں جگہ بھیجا جائے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق چونکہ اخراجات سفر و طعام خود واقف کے ذمہ ہوتے ہیں اس لئے اسے یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ معین کر دے کہ میں اتنے فاصلہ تک جا سکوں گا مگر اسے یہ اجازت نہیں کہ لکھے کہ مجھے فلاں جماعت میں بھیجا جائے۔ جماعت کا فیصلہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے ایماء کے ماتحت مرکز سے ہوتا ہے۔ ایسا ہی واقفین وقف عارضی کو اس شرط کے لگانے کی بھی اجازت نہیں کہ مجھے فلاں شخص کے ساتھ وفد میں بھیجا جائے۔ جملہ واقفین پر واضح رہے کہ وقف عارضی بلا شرط ہونا چاہیئے کیونکہ اس وقف کی قربانی خلیفۂ وقت ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے پانے کیلئے کی جاتی ہے۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد
(تعلیم القرآن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راہِ حق میں پیش آنیوالے بعض مصائب

"قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کی اور چاہا کہ آپؐ کو اس قدر ستائیں کہ آپؐ مجبور ہو کر تبلیغ اسلام سے دست بردار ہو جائیں۔ سوء اتفاق یہ کہ جو کفار آپؐ کے ہمسایہ تھے یعنی ابوجہل، ابولہب، اسود بن عبد یغوث، ولید بن مغیرہ امیہ بن خلف، نضر بن حارث، منبہ بن حجاج عقبہ بن ابی معیط۔ حکم بن ابی العاص سب قریش کے سربرآوردہ رؤسا تھے اور یہی سب سے بڑھ کر آپؐ کے دشمن تھے۔

یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھاتے۔ نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے۔ سجدہ میں آپؐ کی گردن پر اوجھڑی لاکر ڈال دیتے۔ گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچتے کہ گردن مبارک پر بدھیاں پڑجاتیں (آپؐ کی روحانی قوت اثر دیکھ کر لوگ جادوگر کہتے، دعوئ نبوت کو سن کر مجنوں کہتے باہر نکلتے تو شریر لڑکے پیچھے پیچھے غول باندھ کر چلتے، نماز باجماعت میں قرآن زور سے پڑھتے تو قرآن۔ قرآن کے لانے والے رسولؐ اور قرآن کے اتارنے والے خدا کو گالیاں دیتے۔

ایک دفعہ آپؐ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے رؤسائے قریش بھی موجود تھے۔ ابوجہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھ نجاست سمیت اٹھا لاتا کہ جب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جاتے تو ان کی گردن پر ڈال دیتا، عقبہ نے کہا "یہ خدمت میں انجام دیتا ہوں"، چنانچہ اوجھ لاکر آپؐ کی گردن پر ڈال دی۔ قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ کسی نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر کی۔ وہ اگرچہ اس وقت صرف پانچ چھ برس کی تھیں لیکن جوش محبت میں دوڑی آئیں اور اوجھ کو ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کہیں کسی مجمع عام میں دعوتِ اسلام کا وعظ فرماتے تو ابولہب جو آپؐ کے ساتھ ساتھ رہتا برابر سے کہتا جاتا کہ "یہ جھوٹ کہتا ہے"۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جب کہ میں اسلام نہیں لا چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار ذوالمجاز میں گئے اور مجمع میں گھس کر لوگوں سے کہا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو۔ ابوجہل آپؐ پر خاک پھینکتا جاتا تھا اور کہتا کہ "اس کے فریب میں نہ آنا۔ یہ چاہتا ہے کہ تم لات و عزیٰ کی پرستش چھوڑ دو"۔ طائف میں کفار نے آپؐ کو جو اذیتیں پہنچائیں ان کا بیان آگے آئے گا۔

ایک دفعہ آپؐ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ نے آپؐ کی گردن میں چادر لپیٹ کر نہایت زور سے کھینچی اتفاقاً حضرت ابوبکرؓ آگئے اور آپؐ کا شانہ پکڑ کر عقبہ کے ہاتھ سے چھڑایا اور کہا کہ "اس شخص کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ خدا ایک ہے"۔

جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں نہایت سرگرم تھے اور رات دن اسی شغل میں رہتے تھے ان کے نام جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں لکھے ہیں حسب ذیل ہیں۔

ابوجہل - ابولہب۔ اسود بن عبد یغوث حارث بن قیس بن عدی۔ ولید بن المغیرہ امیہ بن ابی بن خلف - ابو قیس بن ناکہہ بن المغیرہ - عاص بن وائل - نضر بن حارث منبہ بن الحجاج - زہیر بن ابی امیہ۔ سائب بن صیفی۔ اسود بن عبد الاسد۔ عاص بن سعید بن العاص۔ عاص بن ہاشم۔ عقبہ بن ابی معیط - ابن الاصدی ہذلی - حکیم بن ابی العاص۔ عدی بن حمراء۔

یہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ اور ان میں اکثر صاحب جاہ اقتدار تھے۔ یہ جو کچھ ہوا گو نہایت درد انگیز اور حسرت خیز تھا لیکن تعجب انگیز نہ تھا۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ نامانوس اور اجنبی صدائیں بہ رغبت سن لی گئی ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو سینکڑوں برس تک قوم کی نفرت اور وحشت کا سامنا رہا۔ یونان دنیا کی شائستگی کا معلم اول ہے تاہم اس حکمت کدہ میں سقراط کو زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دار و رسن کا منظر پیش آیا۔ اس بناء پر عرب اور قریش نے جو کچھ کیا وہ سلسلۂ واقعات کی غیر معمولی کڑی نہ تھی لیکن غور طلب یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟

سقراط پیالہ پی کر فنا ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مخالفت سے تنگ آکر ایک قیامت خیز طوفان کی استدعا کی اور دنیا کا ایک بڑا حصہ برباد ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تئیس چالیس شخصوں کی مختصر جماعت پیدا کر کے بروایت نصاریٰ سولی پر چڑھ گئے۔ لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض ان سب سے بالا تھا۔ خباب بن الارت نے جب قریش کی ایذارسانی سے تنگ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپؐ ان کے حق میں بد دعا کیوں نہیں فرماتے؟ تو آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ "تم سے پہلے وہ لوگ گزرے ہیں جن کے سر پر آرے چلائے جاتے اور چیر ڈالے جاتے تھے، تاہم وہ اپنے فرض سے باز نہ آئے۔ خدا اس کام کو پورا کریگا یہاں تک کہ شتر سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر کریگا اور اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا"۔

کیا یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری نہ ہوئی۔

(سیرۃ النبیؐ مصنفہ شبلی نعمانی مجلد اول صفحہ ۱۸۵ تا صفحہ ۱۸۸)

اعلان سکالرشپ طلبائے تعلیم الاسلام کالج ربوہ

سرگودھا بورڈ کے ایف اے / ایف ایس سی ۱۹۷۳ء کے امتحانات میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے مندرجہ ذیل ۲۲ طلباء نے خدا تعالیٰ کے فضل سے میرٹ (Merit) سکالرشپ حاصل کئے۔ الحمد للہ

اس سے قبل پنجاب یونیورسٹی کے بی اے / بی ایس سی ۱۹۷۳ء کے امتحان میں بھی ہمارے کالج کے گیارہ طلباء کو سکالرشپ کا مستحق قرار دیا جا چکا ہے۔ الحمد للہ

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طلباء اور کالج کے لئے مبارک کرے۔ نیز مزید ترقیات سے نوازے۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

(۱) حمید اللہ - (۲) طیب عارف - (۳) غلام دستگیر - (۴) منیر احمد خان - (۵) خالد حسین - (۶) محمد اشرف - (۷) خالد رشید انجم - (۸) مشتاق حسین خالد - (۹) سید طارق احمد - (۱۰) ذوالفقار علی - (۱۱) ایم عطاء اللہ بھٹی - (۱۲) محمد اقبال - (۱۳) ظفر اقبال - (۱۴) منیر احمد مبشر - (۱۵) نذیر احمد - (۱۶) ادریس بیگ - (۱۷) محمد ارشد - (۱۸) محمد اکرم عمر - (۱۹) منیر احمد - (۲۰) منور احمد خان - (۲۱) محمد شریف - (۲۲) مبشر احمد -

درخواست دعا

میرا بھتیجا عزیزم سید ظہور احمد ڈپٹی ڈائرکٹر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان اسلام آباد عرصہ سے بعارضہ بلڈ پریشر بیمار ہے۔ اس وقت درد گردہ سے بے چین ہے اور ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

(عاجز: حکیم عبدالرحمٰن شاہ دارالرحمت غربی۔ ربوہ)

اعلان نکاح

میرے منجھلے بھائی عبدالباسط بٹ آف کوپن ہیگن ڈنمارک ابن مکرم خواجہ عبدالحی صاحب کا نکاح بارہ ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزہ بشریٰ صادقہ بٹ بنت مکرم عبدالرزاق صاحب بٹ آف لندن سے مورخہ ۳ جولائی ۱۹۷۴ء بروز بدھ مسجد ناصر دارالرحمت غربی میں مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر ناظم دارالقضاء ربوہ نے پڑھا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے باعثِ برکت و مسرت اور دنیوی و اخروی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

(بیگم آغا مسعود احمد خان۔ بیت الصلح ربوہ)

مرض اٹھرا
اور دیگر امراض کے ماہر
۱۹۱۱ء سے آپکے خاندانوں کی خدمت کرنیوالے
قدیمی - اولین شہرۂ آفاق
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ - ربوہ - ٹنڈو محمد خان
دوائی منگوانے اور معائنہ کا انتظام گولبازار ربوہ میں شروع کیا گیا ہے۔ ربوہ فون نمبر ۶۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا ہماری زندگی کا، ہماری جدّوجہد کا اور ہماری کوشش کا سہارا ہے

دعا کو اپنے کمال تک پہنچاؤ اور اپنے ربّ پر پورا بھروسہ رکھو کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں دعا کو اس کے کمال تک پہنچانے اور اپنے رب پر پورا بھروسہ رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دنیا ہمیں عزّت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی ہم سے مخالفت سے پیش آتی ہے۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ جس چیز کی ہمیں پرواہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزّت کو پائیں۔ دنیا ہمیں پہچانتی نہیں۔ اور چونکہ وہ ہمیں پہچانتی نہیں اس لئے ہزار قسم کے جھوٹ ہمارے خلاف بولے جا رہے ہیں۔ ہر شخص اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ وہ ہمارے خلاف زبان دراز کرے اور ہمارے خلاف جتنا چاہے جھوٹ بولے اور دنیا کی سب طاقتیں ہمارے خلاف مجتمع ہو گئی ہیں اور اکٹھی ہو گئی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ اسلام غالب نہ ہو لیکن خدا چاہتا ہے کہ اسلام غالب ہو۔ یہ عیسائی اور یہ مشرک اور یہ دہریہ اپنے ان منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے کہ اسلام کو مغلوب کر دیں اور مغلوب رکھیں۔ اسلام ان پر ضرور غالب آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر یہی فیصلہ کیا ہے لیکن زمین پر اس نے ہم پر یہ ذمّہ داری عائد کی ہے کہ ہم دعا اور تدبیر کو کمال تک پہنچا کر خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو اپنے نفسوں میں اور اپنی زندگیوں میں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم تو صرف اس حد تک کر سکتے ہیں جس حد تک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ذرائع اور اسباب عطا کئے ہیں ہم اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ لیکن دعا بھی ایک تدبیر ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعا کو اس کے کمال تک پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک شخص کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ اس کے حضور جب عاجزانہ جھکے تو گریہ وزاری اور سوز و گداز کو انتہا تک پہنچا کر ایک ایسی آگ اپنے گرد جلا دے اور اس آگ کو اتنا تیز کر دے کہ اس کا نفس باقی نہ رہے۔ اور اپنے اوپر ایک موت وارد کر دے تا کہ اللہ تعالیٰ سے ایک نئی زندگی حاصل کرنے والا ہو اور اس نئی زندگی پانے کے بعد اسے اس رنگ میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ملے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض پوری ہو جائے پس دعاؤں کی طرف بہت ہی توجہ دیں اور ہماری حقیقی دعا یہی ہے کہ اے خدا! جیسا کہ تو نے چاہا ہے ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری مدد اور نصرت کے ساتھ حجّتِ اسلام ساری دنیا پر پوری کرنے والے ہوں اور اسلام کا حسین چہرہ ہمارے وجودوں، ہمارے افعال و اقوال سے نظر آ جائے۔ وہ حقیقی توحید کی معرفت حاصل کریں اور سچا عشق اور محبت تیرے ساتھ پیدا ہو جائے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو، آپ کے جلال کو اور آپ کی صداقت کو اور آپ کے حُسن و احسان کو پہچاننے لگیں اور اس پہچان اور معرفت کے نتیجہ میں ان کے دل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبّت سے معمور ہو جائیں۔

دعا ہماری زندگی کا، ہماری جدّوجہد کا اور ہماری کوشش کا سہارا ہے۔ دعا کو اپنے کمال تک پہنچاؤ۔ اپنے ربّ پر پورا بھروسہ رکھو۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں ہے۔ اگر اس کی رضا کو پا لوگے، اگر اس کی خوشنودی اور محبّت کو حاصل کر لوگے تو دنیا جو چاہے کرلے دنیا کی آج کی طاقت اور کل کی طاقت مل کر بھی تمہیں غلبۂ اسلام سے روک نہیں سکتی اور تمہیں ناکام نہیں رکھ سکتی۔ اپنی انتہائی قربانیاں اپنی انتہائی عاجزی کے ساتھ اپنے ربّ کریم کے حضور پیش کرو اور دعائیں کرو کہ وہ انہیں قبول کرے اور اپنی مدد و نصرت کا وارث بنائے تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض پوری ہو۔

(اللّٰھم آمین)"

(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے!

بوریوالہ کے قریب بس کے حادثہ میں ۲۲ افراد زندہ جل گئے

نشتر گھاٹ کے قریب دریائے سندھ میں کشتی اُلٹنے سے ۱۵ افراد ڈوب گئے

ملتان ۱۰ جولائی (اپ پ) بوریوالہ سے پانچ میل دور کل دو بسیں خوفناک دھماکہ کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں جس کے بعد دونوں بسوں کو آگ لگ گئی اس کے نتیجے میں بائیس افراد زندہ جل گئے جبکہ چوبیس افراد شدید زخمی ہوئے ہیں ہلاک ہونے والوں میں آٹھ بچے اور ایک عورت بھی شامل ہے۔ زخمی ہونے والوں کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرا دیا گیا ہے جہاں چھ کی حالت نازک ہے۔ اس حادثہ کی وجہ تیز رفتاری اور غیر محتاط ڈرائیونگ بیان کی جاتی ہے یہاں موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق خوشحال بس سروس کی بس نمبر ایل ای اے ۹۶۹ ساٹھ افراد کو لے کر بوریوالہ سے بائیس میل دور ایک گاؤں دیوان طاہر میں لے جا رہی تھی یہ افراد اس گاؤں میں ایک عرس میں شرکت کے لئے جا رہے تھے بس میں گنجائش سے زیادہ مسافر تھے اور بس انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ جا رہی تھی اسی اثنا میں دوسری سمت سے شیر محمد ڈوگر کی ملکیت ایک بس نمبر ایل ای ای ۱۲ ۸۶ جس میں قریباً ایک درجن مسافر تھے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ آ رہی تھی۔ دونوں بسیں جو یا روڈ پر ایک خوفناک دھماکہ کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں اور دونوں میں آگ لگ گئی جس کے نتیجہ میں بیس افراد بسوں کے اندر ہی زندہ جل گئے اور دو افراد نے اسی وقت دم توڑ دیا جب انہیں ہسپتال لے جایا جا رہا تھا۔

اس حادثہ کی اطلاع ملتے ہی ملتان اور بوریوالہ سے امدادی جماعتیں فوری طور پر جائے حادثہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ ملتان کے ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی اطلاع ملنے پر پہنچ گئے۔ مرنے والوں کی نعشیں اس قدر مسخ ہو چکی تھیں کہ دو کے سوا کسی کی شناخت ممکن نہیں۔ جن افراد کو شناخت کیا جا سکا ان کے نام محمد دین اور فرزند علی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ دونوں بسوں کے مالکان آپس میں قریبی رشتہ دار تھے۔

دوسرا حادثہ

دریائے سندھ میں کشتی الٹنے سے پندرہ افراد ڈوب گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں سے آٹھ افراد ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ پولیس نے کشتی کے ملاح واحد بخش کے خلاف ۳۰۴ ت پ کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر نے نشتر گھاٹ کے ٹھیکیدار کو گرفتار کرنے کے احکامات جاری کر دئے ہیں۔

واقعات کے مطابق سچاجراں شریف کے پتن سے بحری جہاز صبح آٹھ بجے کوٹ مٹھن روانہ ہو گیا۔ جہاز میں سوار ہونے کے خواہش مند ۲۵ افراد وہاں دیر سے پہنچے جو دو کشتیوں میں سوار ہو کر کوٹ مٹھن روانہ ہو گئے۔ جب کشتی دریا کے درمیان میں پہنچی تو ہوا کے دباؤ سے کشتی میں پانی بھرنا شروع ہو گیا جس سے کشتی میں افراتفری پھیل گئی جس سے کشتی الٹ گئی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴